International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp:193 - 212

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

"الفتنہ" کا فقہی و معنوی اطلاق تفسیر قرطبی کی روشنی میں

The jurisprudential and semantic application of "Al-Futna" in the light of Tafsir al-Qurtubi

Dr Javaria Hassan
Assistant professor, Minhaj University Lahore,
Incharge M phil Programme, MCW Lahore.
Jiagahmad@gmail.com
Huma Bukhari
MPhil Scholar, Minhaj University Lahore.
humanafees.hn @gmail.com

Abstract

Fitna is a small word to say, but it is very deep in terms of effects. In the Holy Quran, the meaning of fitna has been used in many meanings. Recognizing the meanings is also a big test. One of the most important discussions in the Holy Qur'an is the discussion of sedition, the meaning of which is to know about its philosophy and to gain knowledge and to know how to succeed in this sedition is no less than a blessing for a human being. The effects of temptation on man are also for the training of man, because temptation is a Divine Sunnah and is a general thing, that is, it includes all human beings and has a special effect on human happiness, doubt and punishment. Generally, "Al-Fitna" is applied in the sense of test and trial. But it is not necessary that this test is only in evil, rather Allah tests a person in both evil and good, to what extent a person keeps his self under control and walks on the right path. In the Holy Qur'an, the word "fitnah" has been applied in many meanings, the commentators have explained these meanings in their interpretations. So that all people will be aware of the temptation of Khairushar. In this paper, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad in his Tafsir al-Qurtubi, what is meant by the word Al-Fitna will be researched.

Keywords: Fitna, Holy Quran, Philosophy, Khair-o-shar, Evil

الفتنہ" کہنے کو تو ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر اثرات کے اعتبار سے بہت گہرا ہے قرآن مجید میں فتنے کا مفہوم کئی معنی میں استعمال ہوا ہے کہیں عذاب کے معنی میں کہیں کفر کہیں آزمائش اور کہیں فساد کے معنی میں گویا لفظ الفتنہ کا استعمال اوراس کے معانی کو پہچاننا بھی بہت بڑا امتحان ہے۔ قرآن مجید کے اہم ترین ابحاث میں سے ایک الفتنہ کا بحث ہے کہ جس کا معنی اور اس کے فلسفہ کے بارے میں جاننا اور علم حاصل کرنا اور اس فتنے میں کامیاب ہونے کے طریقے کو جاننا انسان کے لئے ایک سعادت سے کم نہیں ہے۔ انسان پر فتنے کے اثرات بھی انسان کی تربیت کے لیے ہی ہیں کیونکہ کے

فتنہ سنت الٰہی ہے اور عمومی چیز ہے، یعنی تمام انسانوں کو شامل ہے اور انسان کی سعادت و شکاوت اور جزا سزا میں ایک خاص اثر کا متحمل ہے۔ عمومی طور پر "الفتنہ" کا اطلاق امتحان اور آزمائش کے معنی میں ہوتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ آزمائش صرف شر میں ہی ہو، بلکہ اللہ تعالی انسان کی آزمائش شر اور خیر دونوں میں کرتا ہے کہ انسان اپنے نفس کو کس حد تک قابو میں رکھ کر راہ راست پر چلتا ہے۔ قرآن پاک میں لفظ "الفتنہ" کا اطلاق کثیر معنی میں ہوا ہے، مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ان معانی کو بیان کیا ہے۔ تاکہ سب انسان خیر و شر کے فتنہ سے آگاہ ہو جائیں۔ مقالہ ھذا میں ابو عبد اللہ محمد بن احمد نے اپنی تفسیر القرطبی میں لفظ الفتنہ سے کیا معنی مراد لیے ہیں ان کی تحقیق کی جائے گی۔

الفتنہ کے لغوی معنی:

مختلف فتنوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ نے انسان کی مذمت کی۔ مفسرین و فقہا اور عربی زبان و لغت کے ماہرین نے لفظ " الفتنہ " کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم یہ بیان کیے ہیں۔ صاحب لسان العرب ابنِ منظور نے فتنہ کے معنی کی تلخیص بیان کرتے ہوئے لکھا:

" امتحان فتنہ ہے اور آزمائش بھی فتنہ ہے اور مال بھی فتنہ ہے، کفر اور لوگوں کا آراء میں اختلاف بھی فتنہ ہے، اور آگ میں جلانا بھی فتنہ ہے "(1)

الفتنہ کا اصطلاحی مفہوم:

فتنہ کا معنی اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے علماء و مفسرین لفظ "فتنہ" کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

ابنِ حجرؒ عسقلانی فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

والفتن جمع فتنة. قال الراغب اصل الفتن ادخال الذاهب فی النار لتظهر جودتهُ من رداءدتهُ، و يستعمل فِي ادخال الانسان النار ويطلق على العذاب ، و على ما يحصل عندالعذاب، وعلى الاختبار۔ (2)

" الفتنۃ امتحان اور اختبار کو کہتے ہیں، اس کا کثرت سے استعمال ناپسندیدہ آزمائش میں نکلنے میں ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال گناہ، کفر اور قتال و لڑائی، جلانے اور زائل اور کسی چیز سے ہٹانے پر ہونے لگا"

"آزمائش" کے معنی میں الفتنہ کا اطلاق:

خیر اور شر دو مختلف چیزیں ہیں انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس کو چاہے کو چاہے اپنا لے۔ خیر اور شر دونوں پہلوؤں کے فائدے اور نقصانات سے انسان کو آگاہ کر دیا، درج ذیل آیت میں علم سحر کے متعلق یوں بیان ہوا ہے:

يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ ([3])

ترجمہ "وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے یہاں تک کہ کہہ دیتے کہ ہم تو محض آزمائش (کے لئے) ہیں سو تم (اس پر اعتقاد رکھ کر) کافر نہ بنو"

آیت ہذا میں لفظ الفتنہ سے "آزمائش" کا معنی مراد ہے۔ قرطبی آیت کی تفسیر میں علماء و محدثین کی مختلف آراء و اقوال پیش کئے ہیں جو ذیل میں بیان ہیں:

" فقالوا: سبحانك إنما نحن فتنة، أي محنة من الله، نخبرك أن عمل الساحر كفر فإن أطعتنا نجوت، وإن عصيتنا هلكت. وقد روي عن علي وابن مسعود وابن عباس وابن عمر وكعب الأحبار والسدي والكلبي ما معناه: أنه لما كثر الفساد من أولاد آدم عليه السلام- وذلك في زمن إدريس عليه السلام- عيرتهم الملائكة، فقال الله تعالى: أما إنكم لو كنتم مكانهم، وركبت فيكم! ما كان ينبغي لنا ذلك، قال: فاختاروا ملكين من خياركم، فاختاروا هاروت وماروت، فأنزلهما إلى الأرض فركب فيهما الشهوة،-------- أنهما لم يستكملا يومهما حتى عملا بما حرم الله عليهما"([4])

(انما نحن فتنة (ہم اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں) ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ جادوگر کا عمل کفر ہے اگر تو ہماری اطاعت کرے گا تو نجات پائے گا اور اگر ہماری نافرمانی کرے گا تو ہلاک ہو گا۔ حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر کعب، سعدی اور کلبی سے اس کا معنی مروی ہے۔ جب اولاد آدم میں فساد زیادہ ہو گیا تھا------ یہ حضرت ادریس کے زمانے میں تھا------ ملائکہ نے انہیں آر دلائی، اللہ تعالی نے فرمایا: اگر تم ان کی جگہ ہوتے اور تم میں ان عناصر کی ترکیب ہوتی جو ترکیب ان میں ہے تو تم بھی ان جیسے اعمال کرتے فرشتوں نے کہا: تیری ذات پاک ہے میرے لیے یہ مناسب نہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: تم اپنے علی فرشتوں میں سے دو فرشتوں کا انتخاب کرو ہاروت و ماروت کو چنا اللہ نے انہیں زمین پر اتارا اور ان میں شہوات کا عنصر رکھ دیا------ ان دونوں فرشتوں نے اپنا دین مکمل نہ کیا حتی کہ انہوں نے وہ سب کام کر دیے جو اللہ نے حرام کئے تھے)

اللہ تعالی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے انسان کے ہر پہلو سے واقف ہے۔ اولاد آدم کی سرکشی کو دیکھ کر کہا کہ اگر ان کی جگہ ہوتے تو ایسی سرکشی نہ کرتے تو ان کی اس بات پر فرشتوں کو سحر دے کر بھیجا تاکہ ان کی آزمائش ہو سکے لہذا اسی آزمائش کا ذکر وہ لوگوں کو سحر سکھاتے وقت کرتے تھے۔ آیت کے اس پس منظر اور سیاق و سباق سے علم ہوتا ہے کہ یہاں لفظ "الفتنہ" سے "آزمائش" کا معنی مراد ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلاَدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ([5])

ترجمہ "اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو بس فتنہ ہی ہیں اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس اجرِ عظیم ہے"

بے شک اللہ نے قرابت داروں اور انسانیت کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا، لیکن جب شریعت کی پابندی اور حدود و قیود کا معاملہ پیش آئے تو ایسے میں انصاف کرنے کا حکم ملا ہے۔ مال و اولاد انسان کی کمزوری ہے اس کو انسان کے لئے بہت بڑی آزمائش قرار دیا ہے جیسے قرآن نے پاک کی درج بالا آیت میں ارشاد ہوا ہے۔

آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

كان لأبي لبابة أموال وأولاد في بني قريظة: وهو الذي حمله على ملاينتهم، فهذا إشارة إلى ذلك. (فتنة)أي اختبار، امتحنهم بها.(وأن الله عنده أجرعظيم)فآثروا حقه على حقكم (6)

(یہ آیت حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جس وقت انہوں نے بنی قریظہ کی طرف ذبح کا اشارہ کیا" حضرت ابو لبابہ کے اموال و اولاد بنی قریظہ میں تھے۔ اور یہی وہ شے ہے جس نے آپ کو ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے پر ابھارا تھا اور یہ اشارہ اسی طرف ہے۔ لبابہ نے بیان کیا ہے: قسم بخدا! میرے قدم نہیں پھرے یہاں تک کہ مجھے علم ہو گیا کہ میں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کہا: قسم بخدا! نہ میں کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا پھر اللہ تعالی میری توبہ قبول فرمالے۔ فتنہ کا معنی ہے آزمائش، امتحان انہیں اس کے ساتھ امتحان میں ڈال دیا)

آیت میں الفتنہ کا اطلاق " آزمائش " کے معنی میں ہوا۔ اولاد انسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اس کی محبت میں ہر طرح کا پھول سر انجام دیتا ہے اولاد کی راحت کے لئے مال کو جمع کرتا ہے اور اس حد تک آگے بڑھ جاتا ہے کے حرام میں جا پڑتا ہے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے کہ مال و اولاد کی محبت میں اس حد تک آگے نہ بڑھ جاؤ کہ خدا اور آخرت کو بھلا دوں بلکہ یہ یاد رکھو کہ یہ دونوں کو آزمائش کا سامان ہے اور اولاد کے حقوق کے ساتھ حقوق اللہ بھی بجا لاتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو تاکہ آخرت میں بھی سرخرو ہو سکو۔ آیت کی تفسیر و سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ آیت ہذا میں لفظ الفتنہ " آزمائش " کے معنی میں آیا ہے۔

سابقہ آیت کی طرح سورہ التغابن میں بھی اللہ نے مال و اولاد کو فتنہ قرار دیا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (7)

ترجمہ "تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہی ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑا اجر ہے"

آیت کی تفسیر ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی یہ لکھتے ہیں::

بلاء واختبار يحملكم على كسب المحرم ومنع حق الله تعالى فلا تطيعوهم في معصية الله. وفي الحديث (يؤتى برجل يوم القيامة فيقال أكل عياله حسناته). وعن بعض السلف: العيال سوس الطاعات. وقال القتيبي: تنة أي إغرام، يقال: فتن الرجل بالمرأة أي شغف بها وقيل: تنة محنة"[8]

" فتنہ سے مراد آزمائش اور امتحان ہے۔ جو تمہیں حرام چیز کے کمانے اور اللہ تعالی کے حق کو روکنے پر برانگیختہ کرتا ہے۔ تو اللہ کی معصیت کرتے ہوئے ان کی اطاعت نہ کر۔ حدیث میں ہے قیامت کے روز ایک آدمی لایا جائے گا اسے کہا جائے گا: اس کے عیال اس کی نیکیاں کھا گئے ہیں۔

صالحین سے مروی ہے: عیال طاعت کے لیے گھن ہیں۔ کتابیں نے کہا: کتنا کام آنا ہے دلدادہ ہونا یہ جملہ بولا جاتا ہے: مرد عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: فتنہ کا معنی امتحان ہے۔"

آیت ہذا میں لفظ الفتنہ " آزمائش و امتحان " کے معنی میں آیا ہے۔ اللہ نے حلال رزق کمانے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے لیکن مال و اولاد کی محبت آدمی کو راہ راست سے ہٹا کر شہر کی طرف لے جاتی ہے اور یہ چیز امتحان کا موجب بنتی ہے پچھلے بیان کردہ تین فصول میں التغابن کی اسی آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے جس میں الفتنہ " آزمائش و امتحان " کے معنی میں ہی بیان ہوا ہے لہذا یہ معنی آیت کے سیاق و سباق کے عین مطابق ہے۔

سورہ بنی اسرائیل ۶۰ میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي القُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلاَّ طُغْيَانًا كَبِيرًا [9]

ترجمہ "اور (یاد کیجئے) جب ہم نے آپ سے فرمایا کہ بیشک آپ کے رب نے (سب) لوگوں کو (اپنے علم و قدرت کے) احاطہ میں لے رکھا ہے، اور ہم نے تو (شبِ معراج کے) اس نظّارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے (ایمان والے مان گئے اور ظاہر بین الجھ گئے) اور اس درخت (شجرۃ الزقوم) کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ (ڈرانا بھی) ان میں کوئی اضافہ نہیں کرتا سوائے اور بڑی سرکشی کے"

آیت کی تفسیر مبارکہ یہ ہے:

وفي البخاري والترمذي عن ابن عباس في قوله تعالى: وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس قال: هي رؤيا عين أريها النبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسري به إلى بيت المقدس. قال: والشجرة الملعونة في القرآن هي شجرة الزقوم. قال أبو عيسى الترمذي: هذا حديث صحيح. وبقول ابن عباس قالت عائشة ومعاوية والحسن

ومجاهد وقتادة وسعيد بن جبير والضحاك وابن أبي نجيح وابن زيد. وكانت الفتنة ارتداد قوم كانوا أسلموا حين أخبرهم النبي صلى الله عليه وسلم أنه أسري به. وقيل: كانت رؤيا نوم. وهذه الآية تقضي بفساده، وذلك أن رؤيا المنام لا فتنة فيها، وما كان أحد لينكرها. وعن ابن عباس قال: الرؤيا التي في هذه الآية هي رؤيا رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه يدخل مكة في سنة الحديبية، فرد فافتتن المسلمون لذلك، فنزلت الآية، فلما كان العام المقبل دخلها، (10)

(ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قول باری تعالی کے بارے میں بیان فرمایا: یہ ان کے ساتھ دیکھنا ہے جو حضور ﷺ کو اثرات دکھایا گیا جس رات کو بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا۔

اور حضرت ابن عباس کے قول کی مثال ہیں یہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت معاویہ،، حسن، مجاہد، قتادہ اور ابن زید نے کہا ہے: اور فتنہ سے مراد قوم کا مرتد ہونا ہے جو اسلام لا چکے تھے۔ جب نبی مکرم ﷺ نے انہیں خبر دی کہ انہیں معراج پر لے جایا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے یہ حالت نیند کی روایت ہے۔ اور یہ آیت اس قول کے فاسد ہونے کا تقاضہ کرتی ہے اور وہ اس لئے کہ حالت خواب میں دیکھنے میں کوئی فتنہ نہیں ہے اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس نے کہا: اس آیت میں جس رویاء کا ذکر ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا حدیبیہ کے سال میں یہ دیکھنا ہے کہ آیا مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے، لیکن آپ کو واپس لوٹا دیا گیا مسلمان اسی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی پاس جب آئندہ سال آیا تو آپ اس میں داخل ہوئے)

ابو عبداللہ محمد بن احمد آیت کی تفسیر میں آیت کے سبب نزول اور اس کے متعلق بیان ہونے والے مختلف روایات کو بیان کیا ہے لہذا ان کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں بیان کردہ لفظ الفتنہ سے "آزمائش" معنی مراد لیا جائے گا۔ اور الفتنہ کا یہ معنی سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ (11)

ترجمہ "بیشک ہم نے اس (درخت) کو ظالموں کے لئے عذاب بنایا ہے"

آیت کی تفسیر میں ابو عبداللہ محمد بن قرطبی احمد رقمطراز ہے:

والفتنة الاختبار، وكان هذا القول منهم جهلا، إذ لا يستحيل في العقل أن يخلق الله في النار شجرا من جنسها لا تأكله النار، كما يخلق الله فيها الأغلال والقيود والحيات والعقارب وخزنة النار (12)

(فتنہ کا معنی آزمائش ہے ان کی طرف سے یہ قول سراسر جہالت تھی کیونکہ عقل ایسا محال نہیں کہ اللہ تعالی آگ میں اس جنس سے ایسا درخت پیدا کرے جس سے آگ نہ کھاتی ہو جس طرح جہنم میں اللہ تعالی بیڑیوں، طوق، سانپ، بچھو، اور جہنم کے داروغے پیدا فرمایا ہے)

مشرکین تو اپنی سرکشی اور کفر میں پہلے ہی بڑے ہوئے ہیں جب بھی کوئی وحی نازل ہوتی تو وہ مسلمانوں کا مذاق اڑانے اور نازیبا حرکتیں کرتے۔ جب ان کو علم ہوا کہ جہنم میں درخت ہوگئے گا جس کے ذریعے ظالموں کو سزا دی جائے گی تو ان کے کفر میں مزید اضافہ ہوا اور وہ اس چیز کا مذاق بنانے لگے تو آیت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جہنم کی آگ میں درخت کا اگنا ان کے لیے آزمائش کا باعث ہے۔ آیت کی تفسیر اور اس پر کیے جانے والے تبصرے سے علم ہوتا ہے کہ آیت میں الفتنہ کا لفظ "آزمائش" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

الزمر کی آیت ۴۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ[13]

ترجمہ "پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے (میرے) علم و تدبیر (کی بنا) پر ملی ہے، بلکہ یہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے"

ہذا آیت کی تفسیر یہ کی گئی ہے:

"قيل: إنها نزلت في حذيفة بن المغيرة." ثم إذا خولناه نعمة منا قال إنما أوتيته على علم" قال قتادة:" على علم" عندي بوجوه المكاسب، وعنه أيضا" على علم" على خير عندي قيل:" على علم" أي على علم من الله بفضلي. وقال الحسن:" على علم" أي بعلم علمني الله إياه. وقيل: المعنى أنه قال قد علمت أني إذا أوتيت هذا في الدنيا أن لي عند الله منزلة،" فقال الله:" بل هي فتنة" أي بل النعم التي أوتيتها فتنة تختبر بها"[14]

(ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ آیت حضرت حذیفہ بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ قتادہ نے کہا علی علم یعنی میرے نزدیک کمائی کی صورتیں تھیں ان سے یہ بھی مروی ہے کہ علی علم کا معنی ہے اس خیر کی وجہ سے میرے پاس تھی۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: علی علم کا معنی ہے اللہ تعالی کی جانب سے اس علم کی بنا پر جو میری فضیلت کے بارے میں موجود تھا۔ حضرت حسن بصری نے کہا: علی علم کا معنی ہے اس علم کی وجہ سے جو اللہ تعالی نے مجھے عطا کیا ایک قول یہ کیا ہے: معنی ہے کہ مجھے علم تھا کہ جب دنیا میں عطا کیا گیا ہے تو اللہ تعالی کے ہاں میرا مقام و مرتبہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: بلکہ یہ آزمائش ہے یعنی جو نعمتیں تجھے دی گئی ہیں وہ آزمائش ہیں جس کے ساتھ تجھے آزمایا جائے گا)

آیت سابقہ کی طرح ھذا آیت میں بھی لفظ الفتنہ سے آزمائش کا معنی مراد لیا گیا ہے۔

اللہ تعالی جس آدمی کو مال کی فراوانی بخشتا اور تمام نعمتوں سے نوازتا تو وہ سمجھتا کہ اللہ کے ہاں انہیں اس وجہ سے اسے یونین سے دی جارہی ہے بالا آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو نعمتیں انسان کو دی جاتی ہیں اس میں انسان کا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ وہ نیچے تو اس کے لیے آزمائش کا بہت بڑا ذریعہ ہے کے مالک ہوتے ہوئے وہ اللہ کی راہ میں کتنا خرچ کرتا ہے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالاتا ہے کہ نہیں اگر وہ یہ سب نہ کرے تو وہی مال اس کے لئے آخرت میں وبال جان بن جائے گالہذا آیت میں موجود لفظ الفتنہ کا اطلاق " آزمائش " کے معنی میں ہوا ہے۔

القمر ۲۷ میں ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ([15])

ترجمہ "بیشک ہم اُن کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں، پس (اے صالح!) اُن (کے انجام) کا انتظار کریں اور صبر جاری رکھیں"

آیت کی تفسیر قرطبی نے یوں کی ہے:

"فروي أن صالحا صلى ركعتين ودعا فانصدعت الصخرة التي عينوها عن سنامها. فخرجت ناقة عشراء [وبراء «3»]. (فتنة لهم) أي اختبارا قال ابن عباس: كان يوم شربهم لا تشرب الناقة شيئا من الماء وتسقيهم لبنا وكانوا في نعيم، وإذا كان يوم الناقة شربت الماء كله فلم تبق لهم شيئا." ([16])

(یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو جس انسان کو انہوں نے معین کیا تھا وہ اس اونٹنی سے ہٹ گئی تو دس ماہ کی گابھن اونٹنی نکل آئی۔ فتنۃ لھم ان کی آزمائش کے لیے۔

حضرت ابن عباس نے کہا: جس دن الثمود کی باری ہوتی تو اس دن اونٹنی کچھ بھی نہ پی ٹی لوگوں کو دودھ دیتی اور وہ نعمتوں میں ہوتے اور جس روز اونٹنی کی باری ہوتی تو سارا پانی پی جاتی ان کے لیے کچھ نہ چھوڑتی۔ یہ آل ثمود کے لیے آزمائش تھی، انہوں نے اللہ کی حرمت کو پامال کیا۔ تیر مار کر اس کی پنڈلی کو چھوڑ دیا، پھر تلوار سے حملہ کیا کونچ کو کاٹ دیا جب حضرت صالح نے دیکھا کہ اس کی کونچیں کاردی گئی ہیں تو آپ رونے لگے اور فرمایا تم نے اللہ کی حرمت کو پامال کیا تمہیں اللہ کے عذاب کی بشارت ہو)

سابقہ دو آیات کی طرح یہاں بھی لفظ الفتنہ کا اطلاق " آزمائش " کے معنی میں ہوا ہے۔ الصمود بڑی اکھڑ مزاج اور ظالم قوم تھی حضرت صالح علیہ السلام کو جب اس قوم میں بھیجا گیا تو یہ سرکشی میں حد سے بڑھ چکی تھی ایک لمبے عرصے تک تبلیغ کے باوجود چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا آخر میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ حضرت صالح علیہ السلام اودہ دکھائیں۔ کے دس ماہ کی گابھن انہی پہاڑ سے نکلے اور بچہ جنے آخر انہیں یہ معجزہ دکھایا گیا اور حدود مقرر کی گئی انہوں

نے ان حدود کو پامال کر کے اونٹنی کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے عذاب کی بشارت دی گئی۔ یہ سارا واقعہ ان کے لیے آزمائش کا ذریعہ تھا۔ آیت کے سیاق و سباق سے واضح ہوتا ہے کہ آیت میں لفظ الفتنہ "آزمائش" کے معنی میں ہی آیا ہے۔

الفتنہ کا اطلاق "فتنہ انگیزی" کے معنی میں:

نبی پاک ﷺ کی بعثت سے پہلے ہر طرف کفر کا دور دورہ تھا خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا، ہر قبیلے کا ایک بت تھا جس کے آگے جھکتے، نبی ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو ابتدائی عرصہ میں چند افراد ہی ایمان لائے اللہ نے جب اسلام کو طاقت بخشی اور کفر کا غلبہ ٹوٹا تو کفار مختلف حیلوں سے اسلام کی ساکھ کو نقصان پہنچانے لگے اور معمولی سی بات کو بڑھا چڑھا کر کرتے تاکہ مسلمانوں کو اس طرح کفر کی طرف لوٹا سکیں ان کے اسی فتنہ پردازی کے بارے ارشاد ہوا:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ([17])

ترجمہ "اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی زیادہ سخت (جرم) ہے اور ان سے مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کے پاس جنگ نہ کرو جب تک وہ خود تم سے وہاں جنگ نہ کریں، پھر اگر وہ تم سے قتال کریں تو انہیں قتل کر ڈالو، (ایسے) کافروں کی یہی سزا ہے"

آیت میں موجود لفظ الفتنہ سے "فتنہ انگیزی" کا معنی مراد ہے۔ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والفتنة أشد من القتل" أي الفتنة التي حملوكم عليها وراموا رجوعكم بها إلى الكفر أشد من القتل. قال مجاهد: أي من أن يقتل المؤمن، فالقتل أخف عليه من الفتنة. وقال غيره: أي شركهم بالله وكفرهم به أعظم جرما وأشد من القتل الذي عيروكم به. وهذا دليل على أن الآية نزلت في شأن عمرو بن الحضرمي حين قتله واقد بن عبد الله التميمي في آخر يوم من رجب الشهر الحرام.([18])

"جس پر انہوں نے تمہیں ابھارا اور انہوں نے اس کے ذریعے تمہارے کفر کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا ہو قتل سے زیادہ شدید ہے، مجاہد نے کہا: اس کا مطلب ہے مومن کو قتل کرنے سے پاس قتل کرنا اس پر فتنہ سے زیادہ خفیف ہے، دوسرے علماء نے کہا: ان کا اللہ شریک ٹھہرانا اور اللہ تعالی سے کفر کرنا اس قتل سے بڑا جرم ہے جس کی وہ تمہیں عار دلاتے ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ یہ آیت عمرو بن حضرمی کے بارے میں نازل ہوئی جب اسے واقد بن عبد اللہ تیمی نے رجب کے آخری دن قتل کر دیا تھا"

اللہ کے رسول ﷺ قریش کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے نقل کی طرف ایک دستا بھیجا رستے میں کفار کے قافلہ سے مقابلہ ہوا جس میں حضرمی نامی شخص قتل ہو گیا، کفار کہنے لگے کہ نبی پاک کے اصحاب نے کیسا کام کیا کہ حرام مہینے میں قتل کر دیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی کے مسلمانوں سے تو دانستہ طور پر یہ فعل ہوا ہے لیکن تم جو جان بوجھ کر اسلام کی راہ میں رکاوٹ ڈالتے ہو اور لوگوں کو کفر کی طرف بلاتے ہو وہ اس قتل سے بھی زیادہ برا فعل ہے چنانچہ اوپر بیان کردہ آیت میں جو لفظ الفتنہ استعمال ہوا ہے اس سے "فتنہ انگیزی" کا معنی مراد لیا جائے گا۔ آیت کے بیان کردہ سبب نزول سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہاں الفتنہ کا معنی فتنہ انگیزی ہی ہے۔

الفتنہ "شبہات" کے معنی میں:

اللہ تعالی نے محکم اور متشابہ دو طرح کے احکام نازل فرمائے وہ لوگ جو اپنے عقائد میں پختہ ہیں وہ حکم کی پیروی کرتے ہیں اور جو چیز ان پر متشابہ ہو جاتی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن منافقین جو اسلام کا لبادہ پہنے ہوئے اس در پر ہوتے ہیں کہ کوئی کمزوری ملے جس کو بہانہ بنا کر وہ اسلام سے کفر کی طرف لوٹ جائیں اور پھر مسلمانوں کو تنگ کریں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ([19])

ترجمہ "سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیرِ اثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے"

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی رقمطراز ہیں:

"ومعنى" ابتغاء الفتنة" طلب الشبهات واللبس على المؤمنين حتى يفسدوا ذات بينهم، ويردوا الناس إلى زيغهم. " أن معناه وما يعلم تأويله إلا الله يعني تأويل المتشابهات، والراسخون في العلم يعلمون بعضه قائلين آمنا به كل من عند ربنا بما نصب من الدلائل في المحكم ومكن من رده إليه." ([20])

ابتغاء الفتنہ ۔ کا معنی ہے مومنین کے لیے التباس اور شبہات کو طلب کرنا تا کہ وہ ان کے درمیان فساد پیدا کر دیں اور وہ لوگوں کو اپنی کجی کی طرف لوٹ لائیں۔

پس اس آیت میں بتا دیا کہ کتاب میں متشابہ کو اپنے علم کے ساتھ خاص کر لیا ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی اس کی تاویل کو نہیں جانتا پھر اللہ تعالی نے راز حسین فی علم کی تعریف بیان فرمائی کہ وہ کہتے ہیں ہم اس کے ساتھ ایمان لائے اور اگر ان کی طرف سے ایمان لائے اور اگر ان کی طرف سے اب ان صحیح نہ ہوتا تو وہ اس پر تعریف کے مستحق نہ ہوتے۔

ہذا آیت میں لفظ علم اتنا کا اطلاق "شبہات" کے معنی میں ہوتا ہے۔ سابقہ تفاسیر کے مطالعہ سے اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد نے جو اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے اس کے مطابق الفتنہ کا یہ معنی سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

الفتنہ "کفر" کے معنی میں:

جب بھی اللہ تعالی کا کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو مشرکین و منافقین کا کفر کھل کر باہر آجاتا ہے، مشرکین تو یہی چاہتے ہیں کہ وہ کسی طرح مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں تاکہ وہ کفر کی طرف لوٹ آئیں۔

سورہ النساء آیت ۹۱ میں ارشاد باری تعالی ہے:

كُلَّ مَا رُدُّوٓاْ إِلَى ٱلۡفِتۡنَةِ أُرۡكِسُواْ فِيهَا[21]

ترجمہ "(مگر ان کی حالت یہ ہے کہ) جب بھی (مسلمانوں کے خلاف) فتنہ انگیزی کی طرف پھیرے جاتے ہیں"

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے قرطبی لکھتے ہیں:

''(إلى الفتنة) أي الكفر (أركسوا فيها). وقيل: أي ستجدون من يظهر لكم الصلح ليأمنوكم، وإذا سنحت لهم فتنة كان مع أهلها عليكم. وقيل: أي إذا دعوا إلى الشرك رجعوا وعادوا إليه."[22]

"آیت کے سبب نزول میں اختلاف ہے الفتنہ سے مراد "الی کفر" ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ایسے لوگ پاؤ گے جو تمہارے لئے صلح ظاہر کریں گے تاکہ وہ تمہیں امن دیں، جب ان کے لئے کوئی فتنہ ظاہر ہوتا ہے اس فتنہ کا اثر ان کے ساتھ ساتھ تم پر بھی ہوتا ہے ارکسوا فیہا یعنی اس عہد سے پھر جاتے ہیں جو انہوں نے کیا ہوتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: یعنی جب انہیں شرک کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں"

آیت بالا میں لفظ الفتنہ کا اطلاق "کفر" کے معنی میں ہوا ہے۔ مسلمانوں پر جب کوئی آزمائش آتی ہے تو منافقین کو اسلام کی صداقت مشتبہ لگنے لگتی ہے اور کچھ کمزور ایمان مسلمان بھی اس کے لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ منافقین تو پہلے ہی چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم کو کفر کی طرف لے آئیں، آیت کے سیاق وسباق اور مفسر کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں لفظ الفتنہ "کفر" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

وَقَٰتِلُوهُمۡ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتۡنَةٞ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِۚ فَإِنِ ٱنتَهَوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعۡمَلُونَ بَصِيرٞ[23]

ترجمہ "اور (اے اہلِ حق!) تم ان (کفر و طاغوت کے سرغنوں) کے ساتھ (انقلابی) جنگ کرتے رہو، یہاں تک کہ (دین دشمنی کا) کوئی فتنہ (باقی) نہ رہ جائے اور سب دین (یعنی نظام بندگی و زندگی) اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ اس (عمل) کو جو وہ انجام دے رہے ہیں، خوب دیکھ رہا ہے"

ابو عبد اللہ قرطبی لکھتے ہیں:

"وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة) أي كفر." ([24])

"اس آیت میں فتنہ سے مراد "کفر" ہے"

الفتنہ "ابتلا" کے معنی میں:

انسانی فطرت ہے کہ وہ جس چیز میں اپنے لیے فائدہ پاتا ہے اس کو سب کچھ مان لیتا ہے لیکن جیسے ہی تھوڑی سی ناکامی یا نقصان کا سامنا پڑتا ہے تو اس کو چھوڑ کر دوسرے وسیلہ ڈھونڈنے لگتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَحَسِبُوٓاْ أَلَّا تَكُونَ فِتۡنَةٌ فَعَمُواْ وَصَمُّواْ ثُمَّ تَابَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ ثُمَّ عَمُواْ وَصَمُّواْ كَثِيرٌ مِّنۡهُمۡۚ وَٱللَّهُ بَصِيرُۢ بِمَا يَعۡمَلُونَ ([25])

ترجمہ "اور وہ (ساتھ) یہ خیال کرتے رہے کہ (انبیاء کے قتل و تکذیب سے) کوئی عذاب نہیں آئے گا، سو وہ اندھے اور بہرے ہو گئے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، پھر ان میں سے اکثر لوگ (دوبارہ) اندھے او بہرے (یعنی حق دیکھنے اور سننے سے قاصر) ہو گئے، اور اللہ ان کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے جو وہ کر رہے ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی فرماتے ہیں:

"یعنی ان لوگوں نے گمان کیا جن سے مثاق لیا گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے ان پر کوئی آزمائش اور نہ ہو گی، اچھے دھوکا ہوا کہ ہم اللہ تعالی کے فرزند اور اس کے چاہتے ہیں اور انہوں نے طویل مدت مہلت ملنے کی وجہ سے دھوکا کھایا۔ جب ان پر آزمائش واقع ہوئی تو انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائے ان سے قحط کو دور کر دیا یا حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر نظر رحمت فرمائیں آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ ان پر نظر کرم فرمائے گا اگر وہ ایمان لے آئیں گے"([26])

یہاں لفظ الفتنہ "ابتلاء" کے معنی میں آیا ہے۔ انسان جب کسی سے محبت کا دعوی کرتا ہے تو اس میں انسان کی آزمائش بھی ہوتی ہے مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس معاملہ میں انبیاء کرام سب سے زیادہ آزمائے گئے اللہ کے نبی معصوم اور خطا سے پاک ہیں لیکن پھر بھی اللہ نے ان کی آزمائش کی کہ اللہ کی محبت میں وہ کتنے کھرے ہیں۔ لیکن جب انسانوں پر کوئی آزمائش یا بلا آتی ہے تو وہ اس کو اپنے لئے باعث عذاب تصور کرتے ہیں اور بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو ایمان میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ بیان کردہ آیت کی تفسیر اور اس پر کیے گئے تبصرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں موجود لفظ الفتنہ سے "ابتلاء" کا معنی مراد ہے۔

الفتنہ "عذاب اور سختی" کے معنی میں:

ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے جو جس نظریہ پر چل رہا ہے بس اس کو صحیح مانتا ہے، اگر کوئی پاک بھارت کسی غلط نظریے کی تصحیح کرنے کی کوشش کرتا بھی ہے تو اس کی مخالفت کے لیے جہل بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام میں کمی واقع ہوئی ہے اور شر بڑھ گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَاتَّقُواْ فِتْنَةً لاَّ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾[27]

ترجمہ "اور اس فتنہ سے ڈرو جو خاص طور پر صرف ان لوگوں ہی کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں (بلکہ اس ظلم کا ساتھ دینے والے اور اس پر خاموش رہنے والے بھی انہی میں شریک کر لئے جائیں گے)، اور جان لو کہ اللہ عذاب میں سختی فرمانے والا ہے"

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے: کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے لوگوں کو درمیان فتنہ برپا ہو گا میرے ساتھ انہیں شرف محبت ہونے کے سبب اللہ کریم ان کو اس میں معاف فرما دے گا اور ان کے بعد آنے والے لوگوں میں جو اس میں ان کی پیروی کریں گے اللہ تعالی ان کے سبب انہیں جہنم میں داخل کرے گا۔[28]

میں مفسر کہتا ہوں یہ وہ تاویلات ہیں جنہیں احادیث صحیحہ سے تقویت حاصل ہوتی ہے پس صحیح مسلم میں حضرت زینب بنت حاجی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور آپ سے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالا کے ہاں میں سارے ہی نہ ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں" جب ہوں بہت زیادہ ہو جائے گا جب خبث زیادہ ہو جائے گ ا۔

ہمارے علماء نے کہا ہے: جب اس پر عمل کیا جائے تو تمام ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا گناہوں کے عام ہونے، منکر کے پھیلنے اور تبدیلی نہ آنے کے سبب ہوتا ہے اور جب حالات میں تبدیلی نہ آئے تو مومنوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے دلوں سے اس کا انکار کرتے ہوئے اس شہر کو چھوڑ دیں۔

آیت میں لفظ الفتنہ " عذاب اور سختی" کے معنی میں آیا ہے امبیہ کرام نے جب تبلیغ کا کام کیا تو انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ان کے ساتھ ظلم کی یہ لیکن وہ راہ حق سے نا ہٹے۔ ایک ہی معاشرے میں رہتے ہوئے ضروری ہے کہ معاشرے میں ہونے والی برائی کے سدباب کے لئے شرفا قدم اٹھائیں ورنہ اس برائی کی لپیٹ میں سب ہی آجائیں گے علماء پر فرض ہے کہ وہ لوگوں کو شرک کاموں سے آگاہ کر کے روکے اور نیکی کی دعوت دیں اگر ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی اسی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے جس میں اوباش داخل ہوں گے اوپر بیان کردہ آیت میں اسی طرف اشارہ ملتا ہے

اور اس سے پہلے بیان کردہ تین تفاسیر میں اس آیت کی تفسیر میں یہی کی گئی ہے لہذا آیت میں الفتنہ کا معنی "عذاب اور سختی" لیا گیا ہے اور یہ معنی آیت کے سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

غیر مسلموں سے موالات کا خاتمہ:

غیر مسلموں نے دوستی کی آڑ میں ہمیشہ مسلمانوں کو دھوکا ہی دیا ہے، برصغیر پر نو سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی لیکن جب ان غیر مسلموں سے مسلمانوں کا تعلق بڑا تو انہوں نے دوستی کی آڑ میں مسلمانوں کو زیر کر دیا۔ مشرکین مسلمانوں سے دلی عداوت و بغض رکھتے ہیں اس لیے ان سے موالات رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلاَّ تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾[29]

ترجمہ "اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں، (اے مسلمانو!) اگر تم (ایک دوسرے کے ساتھ) ایسا (تعاون اور مدد و نصرت) نہیں کروگے تو زمین میں (غلبۂ کفر و باطل کا) فتنہ اور بڑا فساد بپا ہو جائے گا"

اس آیت کی تفسیر میں ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رقمطراز ہیں:

"کفار اور مومنین کے درمیان موالات کو ختم کر دیا ہے اور مومنین کو آپس میں ایک دوسرے کا حمایتی قرار دیا ہے وہ اپنے دین کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے مطابق باہم معاملات کرتے ہیں۔ ابن اسحاق نے کہا: اللہ تعالی نے مہاجرین وانصار کو دین میں اپنے ولایت کا اہل قرار دیا ہے ان کے سوا کسی کو نہیں۔ اور کافروں کا ایک دوسرے کا حمایتی قرار دیا ہے۔"[30]

کیوں کہ اللہ تعالی انسان کے قلم میں چھپی ہوئی باتوں سے واقف ہے اور مستقبل کا علم رکھتا ہے وہ کفار و مشرکین کے ہر ارادے سے واقف ہے اس لیے مسلمانوں کو ان کے ساتھ کسی بھی تعلق رکھنے سے منع فرمایا۔

الفتنہ "شرک" کے معنی میں:

اللہ کی تائید کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں ہے وہ جس کے لیے چاہتا ہے ہدایت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے گمراہی کی طرف دھکیل دیتا ہے یہی سلوک مشرکین و منافقین کے ساتھ ہوا کہ انہیں ہدایت نا ملی اور وہ اپنی گمراہی میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی آگ بھڑکانے کے لیے ہر وقت سازشیں کرتے رہتے ہیں اللہ کا قول ہے:

﴿لَوْ خَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلاَّ خَبَالاً وَلأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ﴾[31]

ترجمہ: "اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل کھڑے ہوتے تو تمہارے لیے محض شر و فساد ہی بڑھاتے اور تمہارے درمیان (بگاڑ پیدا کرنے کے لیے) دوڑ دھوپ کرتے وہ تمہارے اندر فتنہ بپا کرنا چاہتے ہیں اور تم میں (اب بھی) ان کے (بعض) جاسوس موجود ہیں، اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے"

آیت کی تفسیر میں ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی نے یوں لکھا ہے:

"(يبغونكم الفتنة) مفعول ثان. والمعنى يطلبون لكم الفتنة، أي الإفساد والتحريض. ويقال: أبغيته كذا أعنته على طلبه، وبغيته كذا طلبته له. وقيل: الفتنة هنا الشرك." ([32])

(اس کا معنی ہے وہ تمہارے لیے فتنہ تلاش کرتے، یعنی فساد برپا کر کے اور فساد پر اکسا کر، اور کہا جاتا ہے بغیتہ فضا کزا میں نے اس کی طلب اور تلاش میں اس کی مدد کی اور بغیتہ کذا میں نے اس کے لئے تلاش کیا اور کہا گیا ہے کہ یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے)

اس آیت میں الفتنہ "شرک" کے معنی میں آیا ہے۔ مشرکین و منافقین دین اسلام کے خلاف جھوٹی خبریں اڑاتے اور مسلمانوں کی آپس میں چوری کرتے تاکہ مسلمانوں کو آپس میں منتشر کر سکیں لہٰذا اس آیت میں اسی طرف اشارہ ملتا ہے کہ منافقین کے اثر عمل کی وجہ سے وہ گھاٹے میں ہیں۔

الفتنہ کا استعمال "فساد" کے معنی میں:

کفار کی ہزار رکاوٹوں کے باوجود دین اسلام پھیلتا گیا یہاں تک کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی اس بات سے مشرکین پریشان تھے اور سازشیں کر رہے تھے کہ کسی طرح نعوذ باللہ اللہ کے نبی کو قتل کر دیں جیسے پچھلی قوموں نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا تھا ان کے اس ارادے کو اللہ نے فاش کر دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدِ ابْتَغَوُاْ الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُواْ لَكَ الأُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ﴾([33])

ترجمہ "درحقیقت وہ پہلے بھی فتنہ پردازی میں کوشاں رہے ہیں اور آپ کے کام الٹ پلٹ کرنے کی تدبیریں کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آپہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہو گیا اور وہ (اسے) ناپسند ہی کرتے رہے"

آیت کی تفسیر قرطبی احمد بیان کرتے ہیں:

"(لقد ابتغوا الفتنة من قبل) أي لقد طلبوا الإفساد والخبال من قبل أن يظهر أمرهم، وينزل الوحي بما أسروه وبما سيفعلونه." ([34])

(یعنی انہوں نے فساد برپا کرنے اور اختلاف پیدا کرنے کی کوشش اور تگ و دو کی اس سے پہلے کہ ان کا معاملہ ظاہر ہو اور اس کے بارے وحی نازل ہوئی جسے انہوں نے مخفی اور پوشیدہ رکھا اور اس کے بارے جو وہ عنقریب کریں گے)

آیت ہٰذا میں لفظ الفتنہ کا اطلاق معنی "فساد" مراد لیا گیا ہے۔ آیت کے نزول و اسباب کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آیت میں لفظ الفتنہ "فساد" کے معنی میں آیا ہے لہذا الفتنہ کا یہ معنی سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

الفتنہ کا اطلاق 'نفاق" کے معنی میں:

اللہ اور اس کا رسول ﷺ جب کوئی حکم صادر کر دے تو ایمان والے دل و جان سے اس پر عمل کرتے ہیں جب کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں کفر نے ڈیرے لگائے ہوئے ہیں وہی لے تراشتے ہیں کہ کسی طرح اس حکم سے بچ جائیں لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اس طرح وہ وقتی طور پر تو بعد جائیں گے لیکن آئندہ ان کے لئے رسوائی اور ذلت ہو گی۔ التوبہ ۴۹ میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ﴾[35]

ترجمہ "اور ان میں سے وہ شخص (بھی) ہے جو کہتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دے دیجئے (کہ میں جہاد پر جانے کی بجائے گھر ٹھہرا رہوں) اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے، سن لو! کہ وہ فتنہ میں (تو خود ہی) گر پڑے ہیں، اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"

قرطبی نے اس کی تفسیر یہ بیان کی ہے:

(محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ نے جب غزوہ تبوک کے لیے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو بنی مسلمہ کے بھائی جد بن قیس کو فرمایا: اے جد! کیا تیرے لئے بنی العصر کی اونٹنیوں میں رغبت ہے تو ان سے لونڈیاں اور خدمت گار لونڈیاں غلام بھی پالے گا" تو جد نے کہا: میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا دلدادہ ہوں اور بلاشبہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میں نے بنی العصر کو دیکھ لیا تو پھر میں ان سے صبر نہیں کر سکوں گا، اس لیے آپ مجھے آزمائش اور فتنہ میں نہ ڈالیے اور مجھے گھر پر ہی بیٹھے رہنے کی اجازت عطا فرما دیجئے اور میں آپ کے ساتھ مالی تعاون کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرما لیا اور فرمایا: تیرے لیے اجازت ہے" تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ مجھے ان کے چہروں کی چمک اور خوبصورتی کے ساتھ فتنہ میں نہ ڈالیے اور اس کا سبب نفاق کے سوا اور کچھ نہیں)[36]

اس آیت میں لفظ الفتنہ سے "نفاق" مراد ہے۔ مقالہ کی فصل سوم میں اسی آیت کے حوالہ سے جد بن قیس کا ذکر گزر چکا ہے جس نے غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کے لیے عورتوں کی محبت کا عذر پیش کیا کہ وہ عورتوں کی محبت کی فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا اس لئے اسے رخصت دی جائے آیت کے پس منظر اور الازہری کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق یہاں لفظ الفتنہ کا معنی "نفاق" ہی مراد لیا جائے گا اور یہ معنی آیت کے سیاق وسباق سے مطابقت رکھتا ہے۔

"خیر اور شر: کے معنی میں استعمال:

اللہ تعالی اپنے آزمائش کرتا ہے کہ ان کے ایمان کی پختگی پر خط سکے کہ کس حد تک وہ کامل ایمان والے ہیں۔ مال کی فراوانی سے آزمائش کرتا ہے کہ بندہ اللہ کی راہ میں کتنا خرچ کرتا ہے اور حقوق اللہ کو بجالاتا ہے اسی طرح کبھی مال چھین کر بندے کا امتحان لیتاہے کے اس مفلسی میں بندہ کتنا اللہ کا شکر کرتا ہے اور اس کی رضا میں راضی رہتاہے اسی کا اشارا آیت میں ملتاہے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾(37)

ترجمہ "ہر جان کو موت کامزہ چکھنا ہے، اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لئے مبتلا کرتے ہیں، اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے "

اسی آیت کی تفسیر میں ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رقمطراز ہے:

ونبلوكم بالشر والخير فتنة) فتنة . مصدر على غير اللفظ. أي نختبركم بالشدة والرخاء والحلال والحرام . فننظر كيف شكركم وصبركم . (وإلينا ترجعون) أي للجزاء بالأعمال. (38)

"فتنہ غیر لفظ پر مصدر ہے یعنی ہم شدت، حلال اور حرام کے ساتھ تمہیں آزمائیں گے پھر دیکھیں گے تم کیسے شکر و صبر کرتے ہو،(اعمال کی جزا کے لئے ہماری طرف لوٹنا ہے۔"

آیت کا ترجمہ اور اس کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں جو لفظ الفتنہ کا اطلاق ہوا ہے اس سے "خیر اور شر "کا م کتنا مراد ہے۔

دنیا میں کسی انسان پر اللہ کی نعمتوں پر فراوانی ہے اور کسی پر قلت البتہ اس فراوانی اور قلت میں انسان کے لئے بہت بڑی آزمائش چھپی ہے۔ نعمتوں کی فراوانی اور قلت میں انسان کے اعمال کا کوئی دخل نہیں اگر مشاہدہ کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر نافرمان لوگ بڑی نعمتوں میں ہیں اور راست باز، تقوی والے مفلسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں البتہ ان دونوں کے لیے اس میں آزمائش موجود ہے۔ جس کے متعلق اللہ نے بالا آیت میں بھی ذکر کیا ہے کہ خیر اور شر سے میں تمہیں ضرور آزمائیں گا چنانچہ آیت میں لفظ الفتنہ سے "خیر اور شر "معنی مراد ہے۔

"نقصان" کے معنی میں:

انسان مفاد پرست ہے جہاں اسے اپنا فائدہ اور کشادگی نظر آتی ہے اس طرف جھک جاتا ہے اور جہاں تکلیف یا نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں سے پلٹ جاتا ہے۔ انسان کے اسی خیال کے متعلق آیت میں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ (39)

ترجمہ "اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو (بالکل دین کے) کنارے پر (رہ کر) اللہ کی عبادت کرتا ہے، پس اگر اسے کوئی (دنیاوی) بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اس (دین) سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو اپنے منہ کے بل (دین سے) پلٹ جاتا ہے، اس نے دنیا میں (بھی) نقصان اٹھایا اور آخرت میں (بھی)، یہی تو واضح (طور پر) بڑا خسارہ ہے"

آیت کی تفسیر ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی یہ بیان کرتے ہیں:

آیت بعض بدوؤں کے متعلق اتری جو مدینہ میں مہاجر بن کر آئے ان میں سے ایک کا جب بدن صحیح ہوتا اور اس کی گھوڑی شاندار بچھڑا جنتی اور اپنے گھر میں بھی بیٹا پیدا ہوتا اور مال و حیوانات میں اضافہ ہوتا تو کہتا میں نے تو اس دین میں برکت ہی برکت پائیں ہے اور مطمئن ہوتا اور اگر معاملہ اس کے الٹ ہوتا تو دین سے منہ پھیر لیتا۔(40)

یہاں لفظ الفتنہ سے "نقصان" کا معنی مراد ہے۔

جب غیر عربی لوگ دین میں شامل ہوتے اور ان کے مال و اولاد میں اضافہ ہوتا کشادگی ملتی تو وہ بڑے مطمئن ہو جاتے کہ یہ دین تو خیر ہی خیر ہے لیکن اگر کسی کو کسی نقصان یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تو دین فوراڈگمگا جاتا اور شک میں پڑ جاتا ہے کہ شاید دین کی وجہ سے ان کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اس آیت مبارکہ میں لفظ الفتنہ "نقصان" کے معنی میں بیان ہوا ہے اور الفتنہ کا یہ معنی آیت کے سیاق و سباق کے عین مطابق ہے۔

فتنہ کی حقیقت سے آگاہ ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری تھا کہ فتنہ سے مربوط آیات کو جمع کر کے ان سے آشنائی حاصل کی جائے اور اس سے عام لوگوں کو روشن کیا جائے۔ روزمرہ زندگی میں فتنہ کا لفظ معروف ہے لیکن سننے میں جب بھی یہ لفظ آیا تو اس سے صرف برائی کا معنی ہی مراد لیا گیا، لیکن جب اس مقالہ کا مطالعہ کیا جائے گا تو قاری جان سکیں گے کہ فتنہ کا اطلاق اچھائی اور برائی دونوں معنی میں ہوا ہے قرآن نے بھی ان دو عکس العمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مختلف آیات میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین الافریقی، (۱۴۱۴ھ) لسان العرب، بیروت، الناشر: دار الصادر، ج:۸، ص:۳۵۷۔

[2] ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد الکتانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، القاہرہ، ناشر: المطبعۃ المکتبہ السلفیہ، ج:۱۳، ص:۳۰

[3] البقرہ، ۲۔ ۱۰۲

[4] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، (۱۴۲۷ھ) الجامع الاحکام القرآن، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، ج:۲، ص:۵۲۔

[5] الانفال، ۸۔ ۲۸

[6] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۷، ص:۳۹۶۔

[7] التغابن، ۶۴۔ ۱۵

[8] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۸، ص:۱۴۳۔

[9] الاسرار، ۱۷۔ ۶۰

[10] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۰، ص:۲۸۲۔

[11] الصافات، ۳۷۔ ۶۳

[12] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۵، ص:۸۶۔

[13] الزمر، ۳۹۔ ۴۹

[14] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۵، ص:۲۶۶۔

[15] القمر، ۵۴۔ ۲۷

[16] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۷، ص:۱۴۰۔

[17] البقرہ، ۲۔ ۱۹۱

[18] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۲، ص:۳۵۱۔

[19] العمران، ۳۔ ۷

[20] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۴، ص:۱۵۔

[21] النساء، ۴۔ ۹۱

[22] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۵، ص:۳۱۱۔

[23] الانفال، ۸۔ ۳۹

[24] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۷، ص:۴۰۴۔

25 المائدہ،۵۔ ۱۷

26 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:٦، ص:۲۴۷۔

27 الانفال،۸۔ ۲۵

28 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۷، ص:۳۹۱۔ ۳۹۲۔

29 الانفال،۸۔ ۴۷

30 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۸، ص:۵۷۔

31 التوبہ،۹۔ ۴۷

32 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۸، ص:۱۵٦۔

33 التوبہ،۹۔ ۴۸

34 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۸، ص:۱۵۷۔

35 التوبہ،۹۔ ۴۹

36 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۸، ص:۱۵۸۔

37 الانبیاء،۲۱۔ ۳۵

38 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۱، ص:۲۸۷۔

39 الحج،۲۲۔ ۱۱

40 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۲، ص:۱۸۔